السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کہا جاتا ہے کہ جب کوئی آدمی جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن فوت ہو جائے تو اللہ جل جلالہ اس پر سے قیامت تک عذاب ہٹا لیتا ہے۔ یہ مسئلہ کہاں تک درست ہے؟ (سائل زرین جمال سلفی نکری ضلع بونیر) (۲۵اکتوبر، ۱۹۹۱ئ)

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

جمعہ کی رات یا دن موت کی فضیلت کے بارے میں وارد روایات ضعیف ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''صحیح بخاری'' کے کتاب الجنائز کے اختتام پر حضرت عبداللہ بن عمرو سے مروی حدیث:

(مَا مِن مُسلِمٍ یَمُوتُ یَومَ الجُمُعَةِ أَو لَیلَةَ الجُمُعَةِ اِلَّا وَقَاهُ اللّٰهُ فِتنَةَ القَبرِ' (سنن الترمذی، باب ما جاء فیمن مات یوم الجمعة، رقم: ۱۰۷۴'

''یعنی جو مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات فوت ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے عذاب قبر سے محفوظ فرما لیتا ہے۔''

نقل کرنے کے بعد رقمطراز ہیں:

(وَفِی إِسنَادِهِ ضَعفٌ وَأَخرَجَهُ أَبُو یَعلٰی مِن حَدِیثِ أَنَسٍ نَحوَهُ وَإِسنَادُهُ أَضعَفُ' (فتح الباري: ۲۵۳/۳'

''اس حدیث کی سند میں ضعف ہے اور اس کی مانند حدیث ابو یعلی نے بھی حضرت انس سے بیان کی ہے لیکن اس کی سند اس سے بھی زیادہ کمزور ہے۔''

مذکور حدیث کے بارے میں امام ترمذی فرماتے ہیں:

وَهٰذَا حَدِیثٌ غَرِیبٌ وَلَیسَ إِسنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ رَبِیعَةُ بنُ سَیفٍ إِنَّمَا یَروِی عَن أَبِی عَبدِ الرَّحمٰنِ الحُبُلِیِّ، عَن عَبدِ اللّٰهِ بنِ عَمرٍو، وَلَا نَعرِفُ لِرَبِیعَةَ بنِ سَیفٍ سَمَاعًا مِن عَبدِ اللّٰهِ بنِ عَمرٍو ' (سنن الترمذی، باب ما جاء فیمن مات یوم الجمعة، رقم: ۱۰۷۴)

''یہ حدیث غریب ہے اور اس کی سند متصل نہیں۔ ربیعہ بن سیف کی روایت تو عبداللہ بن عمرو سے ابوعبدالرحمن حبلی کے واسطہ سے ہے۔ ربیعہ بن سیف کا سماع عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے معلوم نہیں ہو سکا۔''

شارح ترمذی علامہ مبارکپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

'فَالحَدِیثُ ضَعِیفٌ لِانقِطَاعِهِ لٰکِن لَهُ شَوَاهِدُ'

''پس انقطاع کی بنا پر حدیث ضعیف ہے لیکن اس کے کچھ شواہد ہیں۔''

پھر علامہ سیوطی سے بحوالہ ''مرقاۃ'' کچھ آثار و شواہد نقل کیے ہیں۔ (تحفۃ الاحوذی، ج: ۴، ص: ۱۸۸) بہر صورت ان آثار کی صحت یا قابلِ صحت ہونا مشکوک ہی نظر آتا ہے۔ جب کہ علامہ سیوطی کی شخصیت بھی رطب و یابس جمع کرنے میں معروف ہے۔ مجھے اس وقت سخت تعجب ہوا جب میں نے استاذِ محترم مفتی محمد عبدہ صاحب مدظلہ العالی کی کتاب ''احکام جنائز'' کا مراجعہ کیا تو اس کے حواشی میں بحوالہ ''تحفہ'' فرماتے ہیں:

'مسند احمد۔ ترمذی وَلَهُ شَوَاهِدُ فَالحَدِیثُ بِمَجمُوعِ طُرُقِهِ حَسَنٌ او صَحِیحٌ'

''یعنی عبداللہ بن عمرو کی روایت ''مسند احمد'' اور ترمذی میں ہے اور اس کے کچھ شواہد بھی ہیں۔ پس حدیث مجموع طرق کے اعتبار سے حسن یا صحیح ہے۔''

(دراں حالیکہ مذکور عبارت محل مقصود میں مقطعاً نہیں ہے۔ البتہ ایک دوسرے مقام پر علامہ موصوف فرماتے ہیں: ''یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے لیکن اس کی تائید متعدد حدیثوں سے ہوتی ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ، ج: ۲، ص: ۲۵

گویا کہ موصوف کا رجحان اثبات مسئلہ رفع عذاب کی طرف ہے لیکن اس بارے میں بدرجہ حجت و استدلال

کا حصول ایک مشکل امر ہے۔ اور یہ بات مسلّمہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا انتقال سوموار کے روز ہوا تھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مرض الموت میں اسی تمنا کا اظہار کیا تھا۔ اس پر امام بخاری نے اپنی ''صحیح'' میں تبویب

یوں قائم کی ہے : 'بَابُ مَوْتِ يَوْمِ الِاثْنَيْنِ'

شارحین حدیث نے لکھا ہے اس سے مصنف کا مقصود جمعہ کی فضیلت کے بارے میں وارد حدیث کی تضعیف ہے۔ واقعاتی طور پر وفات کا جو دن اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولِ خاتم النبیین ﷺ کے لیے منتخب اور پسند فرمایا وہی افضل اور بہتر ہونا چاہیے۔ اسی بنا پر خلیفۂ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس دن موت کی چاہت کی تھی۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

جلد:3، کتاب الجنائز: صفحہ:80

محدث فتویٰ